112048 ـ اپنے گھر میں خاوند کی اجازت کے بغیر کسی کو داخل نہ ہونے دے

سوال

خاوند اور بیوی کے لیے کونسے حالات ایسے ہیں جن میں اجازت لینے کا خیال رکھنا ہوگا، کہ اس وقت گھر میں محرم یا غیر محرم شخص آ سکتا ہے یا نہیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

ازدواجی گھر ایك بہت ہی شرف و تکریم والا گھر ہے اللہ سبحانہ و تعالی نے خاوند اور بیوی دونوں کو ہی اس گھر کی حفاظت کا حکم دیا ہے، اور خاص کر بیوی کو اللہ سبحانہ وتعالی نے اس گھر کی امانت کی حفاظت کا حکم دیا ہے کیونکہ وہ گھر کی مالکن اور اولاد کی تربیت کرنے والی ہے.

جابر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

" تم عورتوں کے بارہ میں اللہ کا تقوی اختیار کرو کیونکہ تم نے انہیں اللہ کی امان سے حاصل کیا ہے، اور ان کی شرمگاہوں کو اللہ کے کلمہ کے ساتھ حلال کیا ہے، اور تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ تمہارے گھر میں وہ شخص داخل نہ ہو جسے تم ناپسند کرتے ہو، اور اگر وہ ایسا کریں تو تم انہیں ہلکی سی مار کی سزا دو، اور تم پر ان عورتوں کا نان و نفقہ اور ان کے لباس کا اچھے طریقہ سے حق ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (1218).

گھر میں اجازت کے مسئلہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

اول:

اگر خاوند بیوی کو اس کے رشتہ داروں میں سے کسی معین محرم شخص کو اپنے گھر میں آنے کی صریح اجازت دیتا ہے، یا کسی عورت کو یا پھر خاوند نے عام اجازت دی ہو تو اس صورت میں علماء کے متفقہ فیصلہ کے مطابق

بیوی کو انہیں اپنے گھر آنے کی اجازت دینی جائز ہے.

دوم:

اگر خاوند اجازت دینے کی بجائے خاموشی اختیار کرے تو پھر بیوی ظن غالب پر عمل کرتی ہوئی اس شخص کو گھر میں آنے کی اجازت دےگی جس کے بارہ میں بیوی کا ظن غالب ہو کہ خاوند اس کے آنے میں اعتراض نہیں ہوگا اسے گھر میں آنے کی اجازت دے سکتی ہے.

لیکن شرط یہ ہے کہ وہ ان لوگوں میں شامل ہوتا ہو جس کا گھر میں خاوند کی غیر موجودگی میں بھی آنا جائز ہو یعنی وہ محرم ہو یا پھر عورت، لیکن اگر بیوی کے ظن غالب میں ہو کہ خاوند کسی معین شخص کے گھر آنے کو ناپسند کرتا ہے تو بیوی کے لیے خاوند کی غیر موجودگی میں اس شخص کو گھر آنے کی اجازت نہیں دینی چاہیے، اس پر سب اہل علم متفق ہیں.

الموسوعۃ الفقھیۃ (30 / 125) میں درج ہے:

" خاوند کا اپنی بیوی پر حقوق میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ خاوند کے گھر میں خاوند کی اجازت کے بغیر کسی شخص کو داخل ہونے کی اجازت نہ دے.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" کسی بھی عورت کے لیے خاوند کی موجودگی میں خاوند کی اجازت کے بغیر روزہ رکھنا جائز نہیں، اور وہ خاوند کے گھر میں خاوند کی اجازت کے بغیر کسی کو آنے کی اجازت نہ دے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (4899) صحیح مسلم حدیث نمبر (1026).

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے امام نووی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ:

" اس حدیث میں یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ بیوی خاوند کی اجازت کے بغیر خاوند کے گھر میں کسی کو آنے نہیں دےگی اور یہ اس پر محمول ہے کہ جب بیوی کو خاوند کی رضامندی کا علم نہ ہو، لیکن اگر خاوند کی رضامندی کا علم ہو جائے تو پھر کوئی حرج نہیں، مثلا ایسا شخص جس کی عادت ہو کہ وہ مہمان خانے میں لاتا ہو، چاہے خاوند غائب ہو یا گھر میں موجود ہو تو پھر اس کے لیے خاص اجازت کی ضرورت نہیں.

حاصل يہ ہوا كہ خاوند كى اجازت كى تفصيل يا اجمال كا اعتبار ضرورى ہے.

سوم:

جب خاوند كسى معين شخص كو گھر ميں داخل كرنے كى صريحا كراہت كر دے، يا پھر اس كى غير موجودگى ميںكسى كے بھى گھر آنے كو ناپسند كرتا ہو، تو بيوى كے ليے خاوند كے گھر ميں اسے گھر ميں آنے كى اجازت دينا حرام ہے.

ليكن كيا خاوند حق حاصل ہے وہ بيوى كو اپنے والدين يا كسى اور محرم شخص كو ملنے كے ليے گھر آنے سے روك دے ؟

اس ميں اہل علم كے دو قول پائے جاتے ہيں: ايك قول جواز كا اور دوسرا منع كا ہے.

الموسوعة الفقهية ميں درج ہے:

" احناف كا صحيح مسلك يہى ہے كہ بيوى كے والدين ہر جمعہ كے دن اپنى بچى كو ملنے آ سكتے ہيں، خاوند اپنى بيوى كو اس سے روك نہيں سكتا، اور اسى طرح سال ميں ايك بار محرم شخص اس كى بيوى سے مل سكتا ہے خاوند كے ليے روكنا جائز نہيں، مالكيہ كا بھى يہى مسلك ہے.

اور اسى طرح اگر بيوى كى اسخاوند كے علاوہ دوسرے سے اولاد ہو اور وہ چھوٹے بچے ہوں تو خاوند انہيں روزانہ ايك بار ماں سے ملنے كے ليے آنے سے نہيں روك سكتا، اور اگر عورت كے والدين نے خاوند پر بيوى كو خراب كرنے كا الزام لگايا تو پھر ان كا خاوند كى خاندان سے كسى امين عورت كے ساتھ آنے كا فيصلہ كيا جائيگا، اور اس كى اجرت خاوند پر ہوگى.

شافعى حضرات كہتے ہيں كہ خاوند كو روكنے كا حق حاصل ہے، كيوكہ گھر اس كى ملكيت ہے، اور اپنے ملكيتى گھر ميں اسے روكنے كا حق حاصل ہے، احناف كا قول بھى يہى ہے.

اور حنابلہ كہتے ہيں كہ: خاوند اپنى بيوى كے والد كو بچى سے ملنے سے نہيں روك سكتا، كيونكہ اسے روكنے ميں قطع رحمى ہوتى ہے، ليكن اگر اسے قرائن سے علم ہو كہ بيوى كے والدين كے آنے كى بنا پر كوئى ضرر اور نقصان ہوتا ہے تو وہ روك سكتا ہے " انتہى

دیکھیں: الموسوعة الفقھیة (24 / 82).

ان اقوال میں راجح یہی ہے کہ بیوی کے والدین اور محرم شخص کو خاوند نہیں روك سكتا، کیونکہ ایسا کرنے سے قطع رحمی لازم آتی ہے، اور ہر حال میں قطع رحمی کرنا حرام ہے، اس لیے حرام کام کی کوشش کرنا جائز نہیں.

بلکہ اسے تو دونوں کے مابین اصلاح کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، اور صلہ رحمی کرے، یہ سب کو معلوم ہے کہ بیوی کے رشتہ داروں کی عزت و تکریم کرنا بیوی کے ساتھ حسن سلوك اور حسن صبحت کہلاتی ہے.

اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" تم میں سب سے بہتر اور اچھا وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے اچھا اور بہتر ہے "

سنن ترمذی حدیث نمبر (3895) امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب صحیح کہا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے الصحیحۃ (1174) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اور اگر بیوی کے کسی رشتہ دار میں کوئی شك و شبہ یا پھرظن غالب ہو کہ ان میں سے کوئی ایك یا پھر اس عورت کے والدین خاوند اور بیوی کے مابین فساد کرانا چاہیں تو پھر اس وقت خرابی اور فساد کو دور کرنے کے لیے خاوند انہیں روك سكتا ہے، اور اس كا اس پر کوئی گناہ نہیں ہے.

واللہ اعلم